رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ

ربوہ ۷ جولائی بوقت ۷½ بجے صبح

کل اور پرسوں حضور کو ضعف کی تکلیف رہی۔ کل کچھ حرارت بھی ہو گئی۔ ان دنوں حضور نے چھ احباب کو شرف ملاقات بخشا جن میں مکرم بابو قاسم دین صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع سیالکوٹ اور ملک حبیب الرحمٰن صاحب انسپکٹر آف سکولز بھی شامل ہیں۔ نیز مکرم مفتی صاحب سلسلہ نے مجلس افتا کی بعض سفارشات کو حضور کی خدمت میں پیش کر کے منظوری حاصل کی۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

زندہ رسول وہی ایک رسول ہے جس کے قدم پر نئے سرے سے مُردے زندہ ہو رہے ہیں

(۱) "ایک بڑی دلیل اس بات پر کہ حضرت ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم روحانی طور پر اعلیٰ زندگی رکھتے ہیں دوسرا کوئی نہیں رکھتا آپ کی تاثیرات اور برکات کا زندہ سلسلہ ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ سچے مسلمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی کر کے خدا تعالےٰ کے مکالمات سے شرف پاتے ہیں اور فوق العادت خوارق ان سے صادر ہوتے ہیں اور فرشتے ان سے باتیں کرتے ہیں دعائیں ان کی قبول ہوتی ہیں اس کا نمونہ ایک میں ہی موجود ہوں کہ کوئی قوم اس بات میں ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتی۔" (الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۰ء)

(۲) "خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے کہ تا میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ دیکھو میں زمین اور آسمان کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ یہ باتیں سچ ہیں اور خدا وہی ایک خدا ہے جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں پیش کیا گیا ہے اور زندہ رسول وہی ایک رسول ہے جس کے قدم پر نئے سرے سے مُردے زندہ ہو رہے ہیں نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔ برکات ظہور میں آ رہے ہیں غیب کے چشمے کھل رہے ہیں۔" (الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۰ء)

مبلغ گیمبیا مکرم مولوی محمد شریف صاحب ۹ جولائی کو ربوہ پہنچ رہے ہیں

مکرم مولوی محمد شریف صاحب سابق مبلغ فلسطین حال مبلغ گیمبیا (مغربی افریقہ) گیمبیا میں عرصہ تین سال تک فریضہ تبلیغ ادا کرنے کے بعد واپس مرکز میں تشریف لا رہے ہیں۔ مولوی صاحب موصوف ۹ جولائی بروز جمعہ بذریعہ چناب ایکسپریس ربوہ پہنچ رہے ہیں۔ احباب ریلوے سٹیشن پر پہنچ کر اپنے مجاہد بھائی کو خوش آمدید کہیں نیز دارالرحمت کی بجائے بھی مولوی صاحب سے ملاقات [illegible] کریں۔ (نائب وکیل التبشیر)

ولادت باسعادت

یہ خبر جماعت میں خوشی اور مسرت کے ساتھ سنی جائیگی کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے مکرم صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب کے گھر مورخہ ۵ جولائی ۱۹۶۴ء بروز یکشنبہ بچی پیدا ہوئی ہے۔ نومولودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی پوتی اور محترم جناب مرزا رشید احمد صاحب کی نواسی ہے۔

ادارہ الفضل ولادت باسعادت کی اس پُرمسرت تقریب پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ محترم جناب مرزا رشید احمد صاحب اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ دیگر افراد کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے نومولودہ کو صحت و عافیت کے ساتھ برکتوں والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روحانی ورثہ سے حصہ وافر عطا فرماتے ہوئے والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین اللّٰھم آمین

حضرت سیدہ اُم ناصر احمد صاحبہ مرحومہ رضی اللہ عنہا کی والدہ صاحبہ محترمہ کی وفات

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب

لاہور سے اطلاع آئی ہے کہ ہماری نانی اماں وفات پا گئی ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نانی اماں مرحومہ ہمارے نانا جان ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب رضی اللہ عنہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے اور مخلص صحابی تھے کی اہلیہ محترمہ تھیں اور ہماری والدہ سیدہ ام ناصر احمد رضی اللہ عنہا کی والدہ تھیں۔ ان کی عمر نوے سال کے قریب تھی۔ اور وہ آجکل ہمارے چھوٹے ماموں کرنل خلیفہ تقی الدین احمد صاحب کے پاس لاہور میں رہتی تھیں۔

احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ ان کی مغفرت اور ترقی درجات کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار مرزا منور احمد

محترمہ بیگم صاحبہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ کی علالت

محترمہ بیگم صاحبہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب [illegible] آجکل لاہور میں بیمار ہیں۔ [illegible] احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل و رحم سے بیگم صاحبہ موصوفہ کو شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے۔ آمین

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۷ رجولائی ۱۹۶۲ء

حقیقی کامیاب کون ہے؟

ہمارا خیال تھا کہ پیغامِ صلح کے مضمون نگار صاحب کی تسکین ہو گئی ہو گی اور وہ اب کوئی اور شغل فرمائیں گے لیکن نہیں۔ آپ کا غصہ بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ اور ہر ہفتہ ایک طویل مضمون پیغامِ صلح میں آ جاتا ہے۔

فاضل مضمون نگار کو یہ غصہ ہے کہ ہم نے آپ پر محمود دشمنی کا الزام لگایا ہے۔ آپ اس الزام کی تردید کے لئے لمبے لمبے مضمون لکھے چلے جاتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ خود ہماری تائید اور اپنی تردید کرتے چلے جاتے ہیں۔ ایک بزرگ قسم کے پولیس انسپکٹر صاحب سیالکوٹ میں ہوا کرتے تھے ان کی عادت جیسا کہ اکثر ایسے بزرگوں کا قاعدہ ہے گالیاں دینے کی بہت تھی۔ تقریباً ہر فقرہ گالی کے ہیرے سے مزین ہوتا تھا۔ کسی نے سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر سے شکایت کر دی۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر نے آپ سے شکایت کا ذکر کیا تو آپ جھٹ بول اٹھے "کس فلاں فلاں نے آپ سے کہا ہے۔" سپرنٹنڈنٹ صاحب اس پر ہنس پڑے اور فرمایا "ویل! جانیے کوئی بات نہیں ہے۔"

یہی حال ہمارے ان پیغامِ صلح کے مضمون نگار صاحب کا ہے۔ آپ کرنے تو بیٹھے ہیں ہمارے اس الزام کی تردید کہ آپ "محمود دشمنی" کے مریض ہیں مگر خود ہی ثابت یہ کرتے جا رہے ہیں کہ ہمارا الزام بالکل صحیح ہے۔ آپ کے ان تمام مضامین کا لب لباب یہ ہے کہ چونکہ ہمیں "میاں محمود" سے اختلاف ہو گیا تھا اس لئے انہوں نے ہمیں ایذا دینے کا کوئی دقیقہ نہ چھوڑا دغیرہ وغیرہ۔ اب بتائیے دشمنی کے سر سینگ ہوتے ہیں۔ جب آپ کے ساتھ اتنے بڑے بڑے ظلم و ستم ہوئے جو آپ نے بیان فرمائے ہیں تو دوسری طرف بھی دشمنی ہی پیدا ہو سکتی ہے۔

گزشتہ دو مضمونوں میں مضمون نگار صاحب اپنا اور اپنی زوجہ محترمہ کے خواب اور الہامات پر بحث فرما رہے ہیں۔ اور بتا رہے ہیں کہ "محمود" کو تو شکست پر شکست ہوئی اور انہیں بفضلِ خدا ذرا ایذا نہیں پہنچی بلکہ رزق کی کشادگی ہی حاصل ہوئی۔

معلوم نہیں کامیابی کے معنی یہ صاحب کیا سمجھتے ہیں۔ بات سیدھی ہے کہ آپ کو اختلاف ہو گیا تھا۔ شرافت کا تقاضا یہ تھا کہ آپ اس جماعت سے خود ہی علیحدہ ہو جاتے جس کے حضرت محمود خلیفہ تھے۔ اور آپ چاہتے تو اپنے یار دوستوں اور اپنے ہم خیالوں کو بھی ساتھ لے جاتے مگر آپ نے قادیان میں ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی ٹھان لی اور اپنے فتنہ انگیز خیالات پھیلانے شروع کر دئیے۔ اب کیا دنیا میں کوئی ایسی تنظیم ہے جو متضاد خیال لوگوں کو تنظیم میں رکھے۔ اس خیال سے آپ کو خود ہی علیحدہ ہو جانا چاہیئے تھا۔ چنانچہ جب عبداللہ بن ابی سرح کو سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اختلاف ہو گیا تو وہ مدینہ میں نہیں ڈٹا رہا بلکہ دشمنانِ اسلام سے جا کر مکہ میں مل گیا۔ خواہ وہ کتنا ہی بڑا آدمی تھا اور اس نے خواہ کتنا ہی اسلام کو اور آپ کی ذات کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی لیکن اس نے اس حد تک ضرور عقل سے کام لیا کہ وہ اس ماحول سے خود ہی نکل گیا جو اس کے خیالات کے لئے سازگار نہیں تھا اور جہاں سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رض ایسے خیالات کو ہرگز پنپنے نہ دے سکتے تھے۔

اب یہ کہنا کہ عبداللہ بن ابی سرح کو تو کوئی دشمنی نہیں تھی بلکہ اس کے ساتھ دشمنی کی گئی تھی ایسی بات ہے جس کو کوئی ذرا سی سمجھ رکھنے والا تو مان نہیں سکتا البتہ اپنے لئے دل بہلاوا والی بات ہو تو اور بات ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ کامیابی کس کی ہوئی؟ محمود کی یا مضمون نگار کی؟ تو کوئی اندھا ہی ہو گا جو یہ باور کرے گا کہ مضمون نگار کی ہوئی۔ ہم تفصیلات میں اب جانا نہیں چاہتے۔ سوال یہ ہے کہ مضمون نگار کو قادیان چھوڑنا پڑا یا نہیں۔ پھر دوسرا سوال یہ ہے کہ وہ جماعت میں سے کتنے لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر نکلا؟ پھر اس کو قادیان محمود کے مقابلہ میں چھوڑنا پڑا محمود نے ان کے مقابلہ میں قادیان کو نہیں چھوڑا۔ پھر محمود کی خلافت قائم رہی یا نہ رہی؟ مضمون نگار کے قادیان سے چلے آنے کے بعد کتنی خلقت ہے جس نے آپ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی ہے؟ گزشتہ جلسہ سالانہ کی حاضری اسکی گواہ ہے کہ محمود کا اثر روز بروز بڑھتا ہی چلا گیا ہے اور اس کے مقابلہ میں مضمون نگار کی حیثیت یہ ہے کہ محمود کے خلاف خود بھی اور دوسروں سے بھی مضامین لکھوائے۔ مگر اس وقت تک کچھ بھی نہ بگاڑ سکا۔ ہمالہ اپنی جگہ پر کھڑا ہی رہا اور مخالفت کی منطقی آندھیاں اس کا ایک کنکر بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹا سکیں بلکہ وہ بلند سے بلند تر ہی ہوتا چلا گیا۔ محمود کا نام دنیا کے کناروں پر چمکتا ہی چلا گیا اور اس کے مقابلہ میں آپ کی اپنی کامیابی صرف یہ ہے کہ آپ کو بقول آپ کے "روٹی" اچھی روٹی مل رہی ہے۔ اتنا نہیں سوچا کہ اللہ تعالےٰ کے بندے لوگوں کا رزق بند کرنے کے لئے نہیں بلکہ فتنہ کے استیصال کے لئے اقدامات کرتے ہیں۔ کیا عبداللہ ابن سرح کا رزق بند ہو گیا تھا بلکہ اس کو تو اس لحاظ سے بیحد فراخی حاصل ہوئی ہو گی۔ کفار نے اسکو ہاتھوں ہاتھ لیا ہو گا۔ کیا آج بھی دشمنانِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سب سے زیادہ رزق نہیں ہے؟ اگر رزق ملنا ہی کامیابی کی دلیل ہے تو پھر تو قارون سب سے زیادہ کامیاب انسان تھا اور آجکل کے قارون! ان کا کون مقابلہ کر سکتا ہے؟ آپ کی کامیابی تو جب ہوتی آپ قادیان میں ڈٹے رہتے اور تمام جماعت آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لیتی اور محمود آپ کے مقابلہ میں قادیان سے نکل جاتا۔ بعض حالات کے ماتحت بے شک محمود کو بھی اپنا وطن چھوڑنا پڑا لیکن یہ آپ کے مقابلہ میں نہیں۔ آپ کی تو قادیان میں ہوا بھی نہیں پہنچ سکتی محمود کا وطن سے نکلنا ویسا ہی ہے جیسا کہ اکثر خدا کے بندوں کو کرنا پڑتا ہے۔ تاہم خدا تعالیٰ کے فضل سے قادیان میں اب بھی محمود کے نام کا ہی ڈنکا بج رہا ہے۔ وہاں آپ ہی کے نہ صرف مبائعین موجود ہیں بلکہ آپ کے ایک فرزند ارجمند موجود ہیں اور تمام مقدس مقامات احمدیوں ہی کے قبضہ میں ہیں۔ اس لحاظ سے بھی محمود ہی کامیاب ہے۔ آپ نہیں۔ پھر رہی آپ کی بیماری تو اگر اللہ تعالےٰ نے آپ کو فائدہ ذہن دیا ہوتا تو آپ سمجھ جاتے کہ یہ بھی محمود ہی کی عظیم الشان کامیابی کا ایک معجزہ ہے۔ آپ اور آپ کے پیش رو اور پس رو یہ الزام بھی لگاتے چلے آتے ہیں کہ محمود نعوذ باللہ بڑا ہوشیار ہے۔ بڑا چالباز اور سیاسی آدمی ہے چنانچہ آپ خود لکھتے ہیں:-

"جناب میاں صاحب کے قبضہ میں وہ ہی حربے تھے جن کے ذریعہ اپنے ساتھ اختلاف کرنے والے کو اپنے آگے جھکنے اور معافی مانگنے پر مجبور کر دیتے تھے۔ یعنی بائیکاٹ اور اس کے جلو میں مختلف قسم کی ایذا رسانیاں اور دوسرے روزی کے ذرائع سے محروم کر دینا۔ چنانچہ مجھ سے قبل متعدد اشخاص انہی دو حربوں کا شکار ہو جانے کی وجہ سے اور ان سے پیدا شدہ مشکلات کی تاب نہ لا کر ان سے معافی طلب کرنے پر مجبور ہو چکے تھے اور انہی دو حربوں سے لوگوں کو دکھ دینے اور ان کے خلاف آواز اٹھانے کی رو کو کچلنے میں ان کی دلیری بڑھتی جاتی تھی۔"

(پیغام صلح یکم جولائی ۱۹۶۲ء صفحہ ۵)

اللہ تعالےٰ نے اس الزام اور دوسرے اس قسم کے الزامات کو رد کرنے کے لئے آپ کی بیماری کو بطور ثبوت کے پیش کیا ہے۔ اور دکھا دیا ہے کہ پہلے بھی میں ہی محمود کے ساتھ تھا اور اب بھی میں ہی اس کے ساتھ ہوں۔ آپکی بیماری کی وجہ سے اب تو آپ محمود پر چالبازی وغیرہ کے الزام نہیں دھر سکتے تاہم اب بھی خلافت کی تنظیم پہلے کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ ٹھوس اور غیر متزلزل ہو گئی ہے۔ اور اس کا گواہ گزشتہ جلسہ سالانہ کی حاضری ہے جو ایک لاکھ کے لگ بھگ تھی بلکہ ہر جلسہ سالانہ جو ربوہ میں ہوا ہے وہ ایک زندہ شہادت ہے کہ اللہ تعالےٰ ہی خلافت محمود کا حامی ہے کیونکہ ہر سال متواتر جلسہ کی حاضری بڑھتی ہی چلی گئی ہے۔ آپ اور آپ کے ہمنوا یہ الزام دھرتے تھے کہ چونکہ قادیان میں آپکی جائداد ہے اس لئے وہاں آپ کا رسوخ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کی قادیان سے ہجرت سے یہ ثابت کر دیا کہ آپ لوگوں کا یہ الزام بھی درست نہیں۔ پھر آپ لوگ کہتے تھے کہ چونکہ آپ مسیح موعود علیہ السلام کے فرزند ہیں اس لئے لوگ آپ کے گرد جمع ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کی ذات کے ذریعے ایسے ایسے عظیم الشان کارنامے ظاہر کئے کہ گو ان سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کی تعلیمات اور پیشگوئیاں اجاگر ہوتی ہیں اور سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی شان درخشاں ہوتی ہے تاہم اللہ تعالےٰ نے ان کارناموں سے ثابت کیا کہ ہمارا ہاتھ ہی محمود کے کندھوں پر ہے۔ اس کا نام کامیابی ہے۔ آپ اس کے مقابلہ میں کونسی کامیابی لئے پھرتے ہیں؟ یہی نا کہ

"جس وقت مجھے ملازمت سے جواب ملا اس وقت تمام لڑکے ابھی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ ان کی تعلیم کو بھی جاری رکھنا تھا اور گھر کے اخراجات بھی چلانے تھے۔ سو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے ایسے رنگ میں مدد کی کہ کسی کا ہمیں محتاج بھی نہ ہونا پڑا اور لڑکوں کی تعلیم بھی مکمل ہو گئی اور آج تک خدا تعالےٰ اپنے وعدہ کے مطابق با عزت روزی دے رہا ہے۔"

(ایضاً)

(باقی [illegible] پر)

مسئلۂ تثلیث — موجودہ مسیحیت کی رگِ حیات

(مکرم سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی)

تثلیث "قصرِ مسیحیت" کا ایک سہیل ستون ہے۔ اگر یہ ستون محض مکان کی زینت اور فنِ تعمیر کا حسن و نفاست دکھانے کے لئے بنا ہوتا تو ہم اس کا ان بدعتوں میں شمار کر لیتے ہیں۔ جو ہر مذہب میں قوموں کی اعجوبہ پرست ذہنیت خود بخود پیدا کر لیتی ہے۔

مگر مسیحی مذہب میں تثلیث کوئی بدعت یا مکان کا آرائشی سامان نہیں بلکہ آج یہی قصرِ مسیحیت کا وہ ستون ہے۔ جس پر دینِ عیسوی کی ساری عمارت کھڑی ہے۔ موسوی شریعت کی بنیاد اگر کلمۂ توحید پر تھی تو مسیحیوں نے اپنے مذہب کی بنیاد "عقیدہ تثلیث" پر رکھی۔ محبت فیضل اور نجات جس کی مسیحی منادِ خوشخبری سنایا کرتے ہیں۔ عقیدہ تثلیث کے بغیر ان میں سے کوئی انعام انسان کو نہیں مل سکتا۔

مسیحیت کا پودا اگر زندہ ہے تو تثلیث کے پانی سے۔ اسی لئے آج ہم تثلیث کو مسیحیت کی "رگِ حیات" کہنے پر مجبور ہیں۔

ان کے نزدیک عالم کی تخلیق محض باپ۔ بیٹا اور روح القدس کے اس مظہر پر ایمان لانے کے لئے عمل میں آئی۔ جس کا خاتمہ ان چند قطرات خون پر ہوا۔ جو کاسوری کی ایک چٹان پر بہایا گیا۔ اور جس "تثلیث شخصیت" کے حصۂ بشریت نے مرتے وقت اس بات کی شہادت دی کہ خدا نے اس کو بے بسی و بیکسی کی موت مرنے کے لئے تنہا چھوڑ دیا۔

تثلیث اور جناب مسیح

تثلیث کی یہ اہمیت سامنے رکھکر جب ہم جناب مسیح کے کلمات و ملفوظات سے اس کی تشریح کرنا چاہتے ہیں تو یہ حیرت انگیز حقیقت سامنے آتی ہے کہ ان کا کلام اس لفظ سے اتنا ہی ناواقف ہے جتنا ایک نوزائیدہ بچہ عقیدۂ شرک سے۔

ان کے عقائد و تعلیمات اور ملفوظات کا وہ مجموعہ جس کو اناجیل اربعہ کہتے ہیں۔ تثلیث کا کوئی پیغام ہمارے سامنے پیش نہیں کرتا۔ "تورات" جو ان کی کتاب شریعت ہے۔ وہ بھی اس کا کوئی نام و پتہ نہیں بتاتی۔ بلکہ اس نے تو جا بجا ایسے پاسبان مقرر کر دئے ہیں جو انسانی ذہن کو عقائد کے اس خارزار کی طرف آنے سے روکے۔

اگر جناب یسوع مسیح لوگوں کو تثلیث کی دعوت دینے پر مبعوث ہوئے تھے تو ان کی تعلیمات میں بار بار اس کا ذکر آنا چاہیئے تھا۔ جس طرح قرآن پاک میں توحید الٰہی کا بار بار ذکر آیا ہے۔ اور اگر وہ ایک امر کی طرف سے زندگی بھر سکوت اختیار کئے رہے تو پھر وہ ان کے مذہب کا بنیادی عقیدہ کیسے بن گیا؟

جناب یسوع مسیح کے متعلق تو خیر یہ بات کہی جاتی ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں کا بھید معلوم کر لیا کرتے تھے۔ تو کیا یہی طاقت حواریوں اور رسولوں میں ان سے بڑھکر تھی کہ انہوں نے یسوع مسیح کے دل کا وہ راز معلوم کر لیا جو جیتے جی کبھی ان کی زبان پر نہ آ سکا؟

ان تمام شواہد سے ظاہر ہے کہ انہوں نے اپنے پیروؤں کو تثلیث کا کوئی پیغام نہیں دیا۔ ان کا ذہن تثلیث کے تصور سے اتنا ہی دور تھا جتنا سورج کا مرکز تاریکی اور ٹھنڈک سے۔

مگر افسوس کہ مسیحیوں نے اس آئینۂ حقیقت نما کو توڑ پھوڑ کر وہ "شیشہ گری" اختیار کی جو ایک کو تین اور تین کو ایک بناتی ہے۔ اور جس آئینہ خانہ میں ہر شے "سہ رخی" نظر آنے لگتی ہے کیا توحید کے پرستار تثلیث کے اس "نگار خانہ" میں دفعتہً داخل ہوئے؟ یا ان کے اس عقیدے میں فساد آہستہ آہستہ رونما ہوا؟

عقیدۂ تثلیث کے دو دور

تاریخ مسیحیت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ "عقیدۂ تثلیث" تاریخ کے دو دوروں سے گزرا ہے۔ ایک "دورِ پولوس" رسول کا ہے اور دوسرا "اتاناسیوس (ATHANASIUS) کا۔ "پولوس" کا دور تین سو سالہ دور ہے اس کے بعد "اتاناسیوس" کا دور شروع ہوتا ہے۔ اور یہ اب تک دراز ہے۔

دورِ پولوس

"دورِ پولوس" میں عقیدۂ تثلیث کی بنیاد صوفیوں کے نظریۂ ہمہ وجودیت" پر تھی۔ تمام مذاہب کے صوفیاء میں ہمہ وجودیت وحدۃ الوجود یا "ادویت واد" کا ایک اعتقاد پایا جاتا ہے۔ اس عقیدے کے مطابق خدا کی روح کسی انسانی قالب میں حلول کر آتی ہے۔ یا عارضی طور پر انسان الوہیت کا رنگ غالب آ جاتا ہے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اصطلاح میں اس کو "فنا نظری" کہتے ہیں اس عقیدے کی نظیر افلاطون کے فلسفۂ جدیدہ میں بھی پائی جاتی ہے ایشیائی مذاہب میں کوئی ایسا نہیں جو اس نظریے سے متاثر نہ ہوا ہو۔ اسلام میں بھی شاید ہی کوئی ایسے اہل دل بزرگ گزرے ہوں جن کے کسی قول سے اس خیال کی ایک گونہ تائید نہ ہوتی ہو۔ مولانا جلال الدین رومی جن کو صوفیاء اسلام میں سے اہلِ وجود و اہلِ شہود دونوں قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں انھوں نے اپنی مثنوی کے آغاز میں یہ بات کچھ ایسے دلنشیں انداز میں کہی کہ ہر طبقۂ خیال کا آدمی اسے پڑھکر بے خود ہو جاتا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

بشنو از نے چوں حکایت می کند
از جدائیہا شکایت می کند
کز نیستاں تا مرا ببریدہ اند
از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند
ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش
باز جوید روزگار وصل خویش

ان اشعار میں یہ خیال پیش کیا گیا ہے کہ تمام ارواح وصالِ الٰہی یا لقاءِ الٰہی کے شوق میں بے قرار ہیں۔ دنیا ان کے لئے قید خانہ یا دار ہجرت ہے ہر روح اپنی اصل کی طرف لوٹ کر جانا چاہتی ہے

اہل وجودیوں یا اہلِ شہود۔ بیخودی و وارفتگی کے عالم میں ان کی زبان پر اکثر ایسے اشعار آتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور نظریہ ہمہ وجودیت

لیکن ہم احمدیوں کو اس نظریئے کی حقیقت ماہیت سمجھنے کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف جیسے توضیح مرام حقیقۃ الوحی یا ملفوظات کے ان مقامات کا مطالعہ کرنا چاہیئے جہاں اس موضوع پر روشنی ڈالی گئی ہے بخصوص حقیقۃ الوحی کا ابتدائی حصہ اس بحث میں جو جادۂ اعتدال ہے وہ آپ کی ان تحریروں سے معلوم ہو جاتا ہے اگرچہ آپ نے اہل وجود و اہل حلول کے مسلک سے ہٹ کر یہ راستہ اختیار کیا کہ

مردانِ خدا خدا نہ باشند
لیکن از خدا جدا نہ باشند

پھر بھی آپ کے کلام میں بعض جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اس رنگ میں

کارروائی نگران بورڈ اجلاس مورخہ ۲۸/۶/۶۴

(از محترم جناب مرزا عبدالحق صاحب صدر نگران بورڈ)

جملہ ممبران کرام ماسوائے محترم مولوی محمد صاحب امیر صوبہ مشرقی پاکستان نے اجلاس میں شرکت فرمائی۔ تمام جماعت کے ساتھ تعلق رکھنے والے امور جو طے پائے حسبِ ذیل ہیں:-

(۱) لاہور سے سلسلہ کی ایک ڈبل گریجوایٹ خاتون نے مفتی سلسلہ مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب کی خدمت میں خط لکھا ہے کہ احمدی خواتین کو تحریک کی جائے کہ وہ اس قدر تنگ اور فٹ برقعے نہ بنایا کریں جن سے جسم کے خد و خال نمایاں ہوں۔ ایسے برقعے باعثِ زینت تو ضرور ہیں لیکن پردے کی غرض کو پورا نہیں کرتے۔ مکرم مفتی صاحب سلسلہ نے اس خاتون کے خط اور برقعے کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی نقول نگران بورڈ میں مناسب کارروائی کے لئے ارسال فرمائیں۔

فیصلہ ہوا کہ یہ معاملہ واقعی بہت اہم ہے۔ اس نقص کا تدارک کرنا اور جماعت کی امتیازی خصوصیات کا قائم رکھنا نہایت ضروری ہے جس کے لئے پوری جدوجہد ہونی چاہیئے۔ محترم شیخ محمد احمد صاحب کی خدمت میں گذارش کی گئی کہ وہ ایک ماہ کے اندر ایک مختصر سا رسالہ اس کے متعلق تحریر فرما کر نگران بورڈ میں ارسال فرمائیں تا اسے شائع کیا جائے۔

(۲) الفضل کا علمی معیار بڑھانے کے لئے تجاویز منظور ہوئیں۔ ان کی نقول متعلقہ اداروں کو اور ان احباب کی خدمت میں بھیجی جا رہی ہیں جن سے اس بارہ میں استمداد کی گئی ہے۔

یہ اجلاس سوا چار گھنٹے رہا۔

نگران بورڈ کا آئندہ اجلاس ۶/۹/۶۴ کو ہونا قرار پایا۔

خاکسار مرزا عبدالحق

گئی ہے جو وجودی صوفیاء کے نقطۂ کلام سے ملتی جلتی ہے جیسے آپ نے توضیح مرام میں فرمایا کہ

شان احمد را کہ داند جز خداوند کریم
آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم
زاں نمط شد محو دلبر کز کمالِ اتحاد
پیکر او شد سراسر صورت رب رحیم

اسی طرح آپ کتاب البریہ میں لکھا کہ

خدا نگویمش از ترس دلے بخدا
خدا نماست وجودش برائے عالمیاں

نعت و منقبت رسول کا یہ رنگ وجودی صوفیاء کا پسندیدہ رنگ ہے

ہمارے امام عالی مقام حضرت مصلح موعود ایدہ الودود نے بھی ۱۹ اگست ۱۹۲۱ء کو ناسنور (کشمیر) میں جو خطبہ دیا اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہاں تک فرمایا کہ

"آپ نبیوں کے سردار بن گئے
ایک طرف تو خدا کا وہ قرب
ملا کہ آپ کو خدا سے جدا کرنا
مشکل ہو گیا۔"

(بدر قادیان ۲۵ اپریل ۱۹۶۳ء)

باپ بیٹا اور روح القدس کا فارمولا

غرض مذاہب عالم میں یہ خیال زمانہ قبل مسیح سے چلا آرہا ہے پولوس نے تثلیث کی تعریف میں اسی نظریئے سے مدد لی مگر اس نے اس کے لئے باپ بیٹا اور روح القدس کا جو فارمولا پیش کیا وہ بڑا مقبول و دلنشین ثابت ہوا۔ یہ فارمولا پرانا اور مذاہب عالم کا پسندیدہ فارمولا ہے۔ مسیحیت کے عالم وجود میں آنے سے پہلے اہل مذاہب خدا اور بندوں کے درمیان باپ اور بیٹوں ہی جیسا تعلق دکھانے چلے آرہے تھے وہ حمد و ثنا اور مناجات کے وقت بھی خدا کو باپ ہی کہہ کر پکارا کرتے تھے اور یہ اصطلاح ایسی عام تھی کہ ہر برگزیدہ انسان کو خدا کا بیٹا کہہ دیا جاتا تھا۔

یہودیوں اور عیسائیوں کے علاوہ ہندو دھرم کے بھجنوں اور پارتھناؤں میں بھی خدا کو باپ کہا گیا ہے اور اگر انصافی نظر سے دیکھا جائے تو رحم محبت اور اطاعت کے جذبات کو اجاگر کرنے کا یہ ایک طبعی طریقہ ہے ایک جگہ قرآن مجید نے بھی مسلمانوں کو یہ حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اسی طرح یاد کرو جس طرح اپنے آباؤاجداد کو یاد کرتے ہو یا اس سے بھی بڑھ کر فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم او اشد ذکرا

ابن اللہ اور اہل اللہ

لیکن اسلام چونکہ شرک کی بیخ کنی کرنے آیا ہے لہذا اس میں "ابن اللہ" کی اصطلاح تو درج نہ ہو سکی البتہ مسلمانوں میں اس کی جگہ اھل اللہ کی اصطلاح مروج ہے ہر خدا ترس۔ راستباز اور خدمت خلق کرنے والے کلمہ گو کو ہم "اہل اللہ" کہہ سکتے ہیں لیکن اسلام سے پہلے انسان عموماً صفات الٰہیہ سمجھنے کے لئے محسوسات کا سہارا لیا کرتا تھا اس لئے محبت اور رحم کی صفات دلنشین کرنے کے لئے خدا کو باپ کہا کرتے تھے اور نیکوکار لوگ جو رحم الٰہی کے طلب گار ہوتے تھے "خدا کے بیٹے"

حقیقۃ الوحی کا حوالہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام حقیقۃ الوحی میں اس محاورہ ابن اللہ کے متعلق فرماتے ہیں:-

"پہلی کتابوں میں جو کامل راستبازوں کو خدا کے بیٹے کر کے بیان کیا گیا ہے اس کے بھی یہ معنے نہیں کہ وہ در حقیقت خدا کے بیٹے ہیں کیونکہ یہ تو کفر ہے اور خدا بیٹوں اور بیٹیوں سے پاک ہے۔ بلکہ یہ معنے ہیں کہ ان کامل راستبازوں کے آئینہ صافی میں عکسی طور پر خدا نازل ہوا تھا اور ایک شخص کا عکس جو آئینہ میں ظاہر ہوتا ہے استعارہ کے رنگ میں گویا وہ اس کا بیٹا ہوتا ہے کیونکہ جیسا کہ بیٹا باپ سے پیدا ہوتا ہے ایسا ہی عکس اپنے اصل سے پیدا ہوتا ہے پس جبکہ ایسے دل میں جو نہایت صافی ہے اور کوئی کدورت اس میں باقی نہیں رہی۔ تجلیات الٰہیہ کا انعکاس ہوتا ہے تو وہ عکسی تصویر استعارہ کے رنگ میں اصل کے لئے بطور بیٹے کے ہو جاتی ہے اسی بنا پر توریت میں کہا گیا ہے کہ یعقوب میرا بیٹا ہے بلکہ پہلوٹھا بیٹا ہے اور عیسیٰ بن مریم کو انجیلوں میں بیٹا کہا گیا ہے اگر عیسائی لوگ اسی حد تک ٹھہرے رہتے کہ جیسے ابراہیم اور اسحٰق اور اسماعیل اور یعقوب اور یوسف اور موسیٰ اور داؤد اور سلیمان وغیرہ خدا کی کتابوں میں استعارہ کے رنگ میں خدا کے بیٹے کہلاتے ہیں ایسا ہی عیسیٰ بھی ہے تو ان پر کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ کیونکہ جیسا کہ استعارہ کے رنگ میں ان نبیوں کو پہلے نبیوں کی کتابوں میں بیٹا کر کے پکارا گیا ہے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بعض پیشگوئیوں میں خدا کر کے پکارا گیا ہے اور اصل بات یہ ہے کہ نہ وہ تمام نبی خدا کے بیٹے ہیں نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خدا ہیں بلکہ یہ تمام استعارات ہیں محبت کے پیرائے ہیں"

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو فرمایا ہے اور پرانے عہد ناموں کی داخلی شہادتوں سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے

مسیح کا سوال اور پطرس کا جواب

ایک مرتبہ جناب یسوع مسیح نے بھی اپنے شاگردوں سے پوچھا کہ لوگ مجھے کیا سمجھتے ہیں تو ان سبھوں نے جواب دیا کہ کوئی آپ کو یوحنا سمجھتا ہے کوئی ایلیا کوئی ارمیاہ اور کوئی نبیوں میں سے کوئی نبی۔ جناب یسوع مسیح نے کہا کہ یہ تو دوسروں کی بات ہوئی تم لوگ مجھ کو کیا سمجھتے ہو تو پطرس نے جواب دیا کہ میں آپ کو زندہ خدا کا بیٹا سمجھتا ہوں اس پر جناب مسیح نے ان کو مبارک باد دی لیکن ساتھ ہی شاگردوں کو تاکید کر دی کہ کسی کے سامنے میرے مسیحیت کا اعلان نہ کرنا۔ (دیکھئے متی $\frac{16}{13-20}$)

جو لوگ تثلیث کی ماہیت اور ابن اللہ کی حقیقت سے ناواقف ہیں پطرس کے اس جواب سے ان کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ پطرس نے جناب مسیح کا مقام بیان کرنے میں جیسا محتاط طریقہ اختیار کیا وہ ان کی ایمانی فراست کی دلیل ہے ان کے جواب کا ماحصل یہ ہے کہ میں آپ کے مقام الیہ۔ یوحنا ارمیہ یا مقام نبوت کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا البتہ آپ کا شمار اہل اللہ میں کرتا ہوں۔ یہ جواب ایسا ہے جو افراط اور تفریط کے داغ سے پاک و صاف ہے خود جناب مسیح بھی بعض اوقات اپنے کو خدا کا بیٹا کہا کرتے تھے جیسے باغ والی تمثیل میں۔

ابن اللہ کے مفہوم میں عموم

البتہ اس جگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب جناب مسیح خدا کے نبی تھے تو پطرس جیسے حواری نے آپ کو نبی اللہ کہنے کی بجائے ابن اللہ اور مسیح کیوں کہا؟ اور یہ حیرانی اس وقت اور بڑھ جاتی ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ نئے عہد نامے میں کہیں ان کے مقام نبوت پر زور نہیں دیا گیا ہے۔ سارے حواری اور شاگرد ان کو خدا کا بیٹا کہہ کر گزر جاتے ہیں۔ ان کی اس اصطلاح سے ہم کوئی معین مفہوم اخذ نہیں کر سکتے۔ سوائے اس کے کہ وہ جناب مسیح کو ایک برگزیدہ انسان سمجھتے تھے "ابن اللہ" کی اصطلاح حواریوں کی کوئی ایجاد نہیں تھی۔ "پرانے عہد نامے" میں بکثرت اس کا استعمال ہوا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مسیح کے شاگرد زبان مذہب اور عقیدے کے معاملے میں پرانے عہد نامہ کے ہی وارث تھے۔ اس لئے "عہد عتیق" کی اصطلاحیں ان کے ہاں مروج تھیں۔ انہیں اصطلاحوں میں ایک اصطلاح "ابن اللہ" کی بھی ہے جو مقدس ہونے کے علاوہ عقائد آفریں بھی ہے۔

خدا کے بیٹے

پرانے "عہد نامہ" میں یہ محاورہ اتنا عام ہے کہ بعض اوقات یہ بھی ملحوظ نہیں رکھا گیا کہ اس کا اطلاق اسی وجود پر کیا جائے جو خدا کی نظروں میں بزرگی اور نیکی کے اعتبار سے منتخب ہوں بلکہ اس میں قاضیوں، مفتیوں اور یتیم بچوں کے علاوہ بدکار لوگوں کو بھی خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ (دیکھئے بالترتیب زبور $\frac{82}{6}$ $\frac{68}{5}$ اور یسعیاہ $\frac{3}{1}$)

اور پولوس رسول کی زبان پر تو یہ محاورہ اتنا چڑھا ہوا تھا کہ تمام بنی اسرائیل کو ابن اللہ کا مقام دے دیا۔ (دیکھئے رومیوں $\frac{9}{4}$)

بنی اسرائیل کی کتاب مقدس کے اس محاورہ کو سامنے رکھ کر جب ہم دیکھتے ہیں کہ جناب مسیح کے شاگرد ان کو ابن اللہ کہہ رہے ہیں تو اس سے تثلیث یا "الوہیت مسیح" کا تصور تو کیا ذہن میں آئے گا۔ یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ جناب مسیح ان کے نزدیک "نبی اللہ" بھی تھے یا نہیں؟

وہ لوگ اہل زبان تھے اور جناب مسیح سے آرامی زبان میں باتیں کیا کرتے تھے۔ انہوں نے جناب مسیح کے متعلق بار بار ابن اللہ کا محاورہ استعمال کر کے محض اس بات کی شہادت دی ہے کہ وہ ان کو نیک اور برگزیدہ انسان سمجھتے ہیں۔ استاد و معلم اخلاق مانتے ہیں اور صاحب کشف و کرامات جانتے ہیں۔ رہ گیا "درجۂ الوہیت" تو وہ دور کی بات ہے۔ وہ تو ان کو کوئی "مافوق البشر" مرتبہ دینے پر تیار نظر نہیں آتے۔

منطق کے طالب علم جانتے ہیں کہ انسان جنس کے اعتبار سے حیوان ہے مگر جب تک اس کے ساتھ نوع یعنی ناطق یا "ضاحک" کا لفظ نہیں لگایا جاتا لفظ حیوان کا اطلاق انسان پر نہیں ہوتا۔ یہی حال "ابن اللہ" کا ہے اس کے معنے میں عموم پایا جاتا ہے اور ہم اس سے کسی کی رسالت نبوت یا الوہیت پر استدلال نہیں کر سکتے جب تک اس کے ساتھ کوئی مخصص نہ ہو۔

ہم جوں جوں اس مسئلہ پر غور کرتے ہیں یہ یقین پختہ ہوتا جاتا ہے کہ جناب مسیح کا کوئی خاص مقام و منصب حواریوں کے تصور میں نہیں تھا۔ اگر وہ معین طور پر ان کا کوئی مقام معلوم کر لیتے تو ان کے متعلق "ابن اللہ" جیسا عام محاورہ استعمال نہیں کرتے بلکہ کوئی دوسری اصطلاح استعمال کرتے جس سے ان کے خاص مقام و منصب کا پتہ چلتا۔

جناب مسیح نے بھی جہاں جہاں اپنی بعثت کا ذکر کیا ہے وہاں اپنے کسی خاص مقام و منصب کا ذکر نہیں کیا ہے۔ وہ صرف یہ کہتے ہیں کہ میں خدا کا نور ہوں۔ میں قیامت اور زندگی ہوں۔ اور خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ کہیں اناجیل اربعہ میں یہ نہیں آتا کہ میں مقام نبوت پر فائز کیا گیا ہوں۔ (باقی)

لیڈر (بقیہ صفحہ ۲)

آپ فرماتے ہیں:-

"جو قدم میں نے اٹھایا تھا وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں صرف ناپسندیدہ ہی نہیں بلکہ پسندیدہ تھا کیونکہ اس کا یہ کہنا کہ اگر تمہیں فقر کا ڈر ہو تو اس چیز کا خوف کئے بغیر قدم اٹھا بنا فقر کو ہم دور کر دیں گے بلکہ اپنے فضل سے غنا عطا کریں گے سو خدا نے ایسا ہی کیا۔" (ایضاً)

بس یہ ہے آپ کے نزدیک "الٰہی منشاء" کا تصور۔ روٹی کھاتے چلے جائیے مگر صراط مستقیم اور ہے۔ خدارا سوچئے آپ کو ایک طویل تجربہ سے معلوم ہو جانا چاہیئے تھا کہ محمود کا اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے آپ اس کا نہ پہلے کچھ بگاڑ سکے ہیں اور نہ آئندہ کچھ بگاڑ

شذرات

شیخ خورشید احمد

"بیرون ملک میں تبلیغ اسلام کی ضرورت"

حال ہی میں روزنامہ کوہستان نے "بیرون ملک میں تبلیغ اسلام کی ضرورت" کے زیر عنوان ایک ایڈیٹوریل لکھا ہے جس میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ:۔

"اسلامی ممالک کی تبلیغی انجمنوں کا یہ فرض ہے کہ وہ غیر مسلم ممالک میں مسلمانوں کے حالات سے باخبر ہوں اور انہیں دین کی بنیادی تعلیمات سے بہرہ ور کرنے کے لئے حتی الامکان کوشش کرتی رہیں اس سلسلے میں اسلامی حکومتوں کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ تبلیغ دین کے سلسلے میں کام کرنے والے افراد انجمنوں اور جماعتوں کی مدد کریں۔ حکومت پاکستان کو بالخصوص اسی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔"

(کوہستان ۳۰ رجون ۱۹۶۴ء)

عنوان سے تو معلوم ہوتا تھا کہ شاید معاصر کو بیرونی ممالک کے غیر مسلموں کو تبلیغ کرنے کی اہمیت کا احساس ہوا ہے لیکن متن پڑھ کر معلوم ہوا کہ تبلیغ اسلام سے اس کی مراد بھی ان مسلمانوں کو ہی تبلیغ کرنا ہے جو غیر ممالک میں رہتے ہیں اور دین کی بنیادی تعلیمات سے بے بہرہ ہیں۔ مسلمانوں کو دین کے بنیادی اصولوں سے روشناس کرانا تو خیر ایک نیک اور مستحسن کام ہے ہمارے ہاں تو تبلیغ کے نام پر ایسی ایسی کانفرنسیں بھی منعقد ہوتی رہتی ہیں جن کا مقصد محض دوسرے اسلامی فرقوں کی دلآزاری اور انہیں نیچا دکھانا اور مذہب کے نام پر اپنی سیاسی اغراض کو پورا کرنا ہوتا ہے۔

مسلمانوں کی دینی تربیت بھی ایک نیک مقصد اور کام ہے اور اس کی اہمیت اپنی جگہ پر مسلّم ہے۔ لیکن اصل ضرورت جس کام کی ہے اور جس سے مسلمان عوام اور مسلمان حکومتیں سب غافل ہیں وہ یہ ہے کہ غیر مسلموں کو احسن اور مدلل رنگ میں دلسوزی کے ساتھ اسلام کی تبلیغ کی جائے۔ اس بارہ میں صحابہ کرام اور دیگر بزرگان امت کا نمونہ ہمارے سامنے ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کے ساتھ ہی ساتھ ہمیشہ غیر مسلموں کو تبلیغ کرنے پر بھی خاص زور دیا اور یہ انہی کی شبانہ روز مساعی کا نتیجہ ہے کہ آج برعظیم ہند و پاکستان میں کروڑوں کی تعداد میں مسلمان نظر آتے ہیں۔ انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ مسلمانوں نے تبلیغ کے اس پہلو کو اب بالکل ہی فراموش کر دیا ہے اور تبلیغ سے اب ان کی مراد صرف اپنوں کی ہی اصلاح ہوتی ہے۔ غیروں کو دعوتِ اسلام دینے کو وہ کوئی اہمیت ہی نہیں دیتے حالانکہ غیروں کو تبلیغ کرنا بھی اپنوں کی اصلاح و تربیت کا ایک موثر ذریعہ ہے۔ کاش مسلمان اس طرف توجہ کریں اور اگر توجہ نہیں کرتے تو کم از کم اس جماعت کی مساعی میں تو رخنہ اندازی نہ کریں جو اکیلی اس میدان میں کامیابی کے ساتھ کام کر رہی ہے۔

اسی رخنہ اندازی کو دیکھکر اور ایک مولانا صاحب کی طرف سے جماعت احمدیہ کی مخالفت کا ذکر کر کے کچھ عرصہ ہوا دہلی کے معاصر دعوت نے لکھا تھا کہ

"ایک دوسرا فریق (یعنی جماعت احمدیہ۔ ناقل) یورپ اور افریقہ میں تبلیغ اسلام کا کام سرانجام دے رہا ہے۔ اس نے بہت سی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کئے۔ اسکول کھولے۔ جگہ جگہ مسجدیں تعمیر کیں۔ ہر زبان کے اخبار اور رسالے شائع کئے عیسائیوں اور دہریوں کی کانفرنسوں میں پہنچکر انہیں اسلام سے روشناس کرایا ...... مگر اسی طبقے کے بارے میں انہی مولانا صاحب کا ارشاد ہے کہ جو لوگ مغربی ممالک میں اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں گویا علما کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ وہ کچھ نہ کریں۔ اور کرنے والوں پر فتوے جڑتے رہیں۔"

(دعوت دہلی بحوالہ صدق جدید ۲۴ راگست ۱۹۶۲ء)

جامعہ اسلامیہ بہاولپور کا نصب العین

گزشتہ دنوں رحیم یارخاں میں ڈاکٹر حامد حسین صاحب بلگرامی رئیس الجامعہ اسلامیہ بہاولپور نے جامعہ کے مقاصد بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

"جامعہ کا نصب العین علوم اسلامیہ کا تحفظ ان کی تعلیم و اشاعت ہے۔ اسلامی اقدار کو پورے طور پر برقرار رکھتے ہوئے زمانہ کے تقاضوں کے پیش نظر طلبا میں ایسا انداز فکر پیدا کرنا ہے جس کی مدد سے وہ زندگی کے گوناگوں مسائل کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حل کر سکیں اور ایسے علما کی جماعت تیار کرنا ہمارا مقصد ہے جو دینی علوم پر کامل دسترس رکھتی ہو اور ضروری علوم جدیدہ سے بھی باخبر ہو ...... جو اپنے مضامین میں کامل دستگاہ رکھنے کے ساتھ ساتھ اسلام کی لازوال قوت کو ایک زندہ جاوید حقیقت بنا کر پیش کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو ...... آپ نے فرمایا اسلامی تبلیغ کے لئے علم دین کے علاوہ دنیاوی تعلیم بھی ضروری ہے۔"

(ہفت روزہ پیغام بر رحیم یارخاں ۲۹ رجون ۱۹۶۴ء)

ہمیں خوشی ہے کہ ایسے علماء کی ضرورت کو جو علم دین کے ساتھ ہی ساتھ علوم مروجہ پر بھی حاوی ہوں دن بدن زیادہ شدت اور وسعت کے ساتھ محسوس کیا جانے لگا ہے۔ ورنہ کچھ عرصہ قبل تو یہ حالت تھی کہ ہمارے ہاں کے علماء علوم جدیدہ کو پڑھنا ایک بدعت اور انتہائی معیوب فعل سمجھا کرتے تھے بلکہ انگریزی تعلیم حاصل کرنے والوں پر کفر کے فتوے لگا دیا کرتے تھے عین اسی زمانہ میں جبکہ مروجہ علوم کا پڑھنا ایک بہت بڑا گناہ سمجھا جاتا تھا۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑے زور کے ساتھ یہ آواز بلند کی تھی کہ:۔

"میں ان مولویوں کو غلطی پر جانتا ہوں جو علوم جدیدہ کی تعلیم کے مخالف ہیں وہ دراصل اپنی غلطی اور کمزوری کو چھپانے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ ان کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ علوم جدیدہ کی تحقیقات اسلام سے بدظن اور گمراہ کر دیتی ہے ...... چونکہ وہ خود فلسفہ کی کمزوریوں کو ظاہر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اس لئے اپنی اس کمزوری کو چھپانے کے لئے یہ بات تراشتے ہیں کہ علوم جدیدہ کا پڑھنا ہی جائز نہیں ان کی روح فلسفہ سے کانپتی اور نئی تحقیقات کے سامنے سجدہ کرتی ہے مگر وہ سچا فلسفہ ان کو نہیں ملا جو الہام الٰہی سے پیدا ہوتا ہے ...... پس ضرورت ہے کہ آج کل دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے علوم جدیدہ حاصل کرو اور بڑی جدوجہد سے حاصل کرو۔"

(ملفوظات حصہ اوّل صفحہ ۶۸-۶۹)

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف علوم جدیدہ کو حاصل کرنے کی ہی تلقین نہیں فرمائی تھی بلکہ اس خطرہ کی بھی نشاندہی کر دی تھی جو علوم جدیدہ حاصل کرنے کے سلسلے میں پیش آسکتا ہے اور پھر اس خطرہ سے بچنے کا گُر اور طریق بھی بتا دیا تھا تاکہ انسان علوم جدیدہ کو حاصل کرنے کی وجہ سے اسلام سے بھٹک نہ جائے اور گمراہ نہ ہو سکے۔ آپ نے تحریر فرمایا:۔

"جو لوگ ان علوم ہی میں یکطرفہ پڑ گئے اور ایسے محو اور منہمک ہوئے کہ کسی اہل دل اور اہل ذکر کے پاس بیٹھنے کا ان کو موقع نہ ملا اور وہ خود اپنے اندر الٰہی نُور نہ رکھتے تھے وہ عموماً ٹھوکر کھا گئے اور اسلام سے دور جا پڑے ......

...... علوم جدیدہ کی تحصیل جب ہی مفید ہو سکتی ہے جب محض دینی خدمت کی نیت سے ہو اور کسی اہل دل آسمانی عقل اپنے اندر رکھنے والے مرد خدا کی صحبت سے فائدہ اٹھایا جائے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۶۹-۷۰)

حضور علیہ السلام نے مندرجہ بالا حوالہ میں واضح فرمایا ہے کہ محض دینی اور دنیوی علوم کو حاصل کرنے سے بھی (جیسا کہ ڈاکٹر بلگرامی صاحب نے جامعہ اسلامیہ بہاولپور کا مقصد بیان کیا ہے) انسان اس قابل نہیں ہو سکتا کہ وہ ٹھوکر سے بچ سکے اور اسلام کے صحیح مسلک پر قائم رہ سکے۔ "اسلام کی لازوال قوت کو ایک زندہ جاوید حقیقت بنا کر پیش کرنے کی صلاحیت" تبھی پیدا ہو سکتی ہے جبکہ بالفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام "کسی اہل دل آسمانی عقل اپنے اندر رکھنے والے مرد خدا کی صحبت سے بھی مستفید ہوا جائے۔"

کیا جامعہ اسلامیہ کے اساتذہ اور اس کے فاضل پرنسپل اس ضرورت کو محسوس کریں گے؟ جب تک اس ضرورت کو محسوس نہ کیا جائے گا اور اس سلسلے میں وہ طریق اختیار نہ کیا جائے گا جو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے پیش فرمایا ہے۔ اس وقت تک ایسے علماء پیدا کرنا ناممکن ہے جو علوم جدیدہ اور علوم دینیہ پر حاوی ہونے کے ساتھ ہی ساتھ اسلامی تعلیمات کا عملی نمونہ بھی پیش کر سکیں۔ اور صحیح معنوں میں اسلام کی تبلیغ کر سکیں۔

سادہ زندگی اختیار کرنے کی ضرورت

پشاور کا روزنامہ شہباز "وہ اور ہم" کے زیر عنوان بعض غیر مسلم ممالک کے راہنماؤں کی سادہ زندگی کا ذکر کرنے کے بعد لکھتا ہے:۔

"کیا اس ہمیں اسلام کے دور اوّل کے حکمران یاد نہیں آجاتے جو پیوند لگے کپڑے بھی پہن لیتے تھے۔ آنجہانی گاندھی نے ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور کو مثالی دور قرار دیتے ہوئے تمنا ظاہر کی تھی کہ وہ ہندوستان میں ایسا ہی نقشہ قائم کریں گے۔ تسلیم کرنا چاہیئے کہ انہوں نے جس سادگی کو اپنایا تھا اس کا خوگر بھارت کی ساری لیڈرشپ کو کر گئے۔ لیکن ہم جو فاروق اعظم کی قوم سے ہیں اور ان کا نام فخر سے لیتے ہیں ان کے نقش قدم پر چلنے کو تیار نہیں ......

...... غیر قومیں اسلام کے اصولوں پر چل رہی ہیں اور ہم مسلمانوں نے اسلام سے کنارہ کشی کر کے غیروں کے طور طریقے اپنا لئے ہیں۔ خدا ہم پر رحم کرے۔ کہ ہم اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں۔"

(شہباز پشاور ۳۰ رجون ۱۹۶۴ء)

مندرجہ بالا سطور میں معاصر نے واقعی اسلام کی ایک اہم خصوصیت کو اپنانے اور وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔

سادہ زندگی واقعی مومن کا ایک امتیازی وصف اور نشان ہونا چاہیئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ اس بارے میں ہر مسلمان کے لئے مشعل راہ ہے۔ حضور اکرم اور حضور کے صحابہ کرام فتح مکہ کے بعد بھی جبکہ قوت۔ دولت اور اختیارات کی کوئی کمی نہ تھی۔ ہر قسم کے تکلف اور تعیش سے پوری طرح بچے رہے اور نہایت سادہ طریق پر اپنی مقدس زندگیوں کو گذار کر ہمارے لئے ایک قابل تقلید نمونہ چھوڑ گئے۔ اس نمونہ کو عملی طور پر زندہ کرنے اور اسے اپنانے کی ضرورت آج پہ شدت محسوس ہو رہی ہے۔ اسی ضرورت کے پیش نظر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریک جدید کے تحت جماعت احمدیہ کے تمام افراد سے یہ مطالبہ فرمایا تھا کہ وہ سادہ زندگی اختیار کریں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ جماعت احمدیہ کی تمام تنظیمیں اور تمام عہدیداران اس مطالبہ کی طرف بار بار احباب جماعت کو توجہ دلاتے رہیں خود بھی اس بارے میں اپنا عملی نمونہ پیش کریں اور دوسروں کو بھی موثر رنگ میں سادگی اختیار کرنے کی تلقین کرتے رہیں۔

درخواست ہائے دعا

۱۔ خاکسار کی بیوی عرصہ سے بیمار ہے۔ احباب جماعت دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ جلد مکمل صحت دے۔

(محمد یوسف فوٹوگرافر محلہ کریم نگر لائل پور)

۲۔ مکرم ماسٹر حمید اللہ عرف ثناء اللہ صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ مہدی پور کھتووالی ضلع سیالکوٹ عرصہ ایک ماہ سے بعارضہ بخار و کھانسی علیل ہیں کمزوری از حد ہوگئی ہے۔ ماسٹر صاحب مخلص اور سلسلہ کے دیرینہ خادم ہیں۔ جملہ احباب جماعت صحت کے لئے دعا فرمادیں۔

(خادم سلسلہ فیروز الدین امرتسری انسپکٹر تحریک جدید ضلع سیالکوٹ)

۳۔ خاکسار کے بھائی محمد یعقوب صاحب کارکن تبشیر کی بیوی عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ (عبد اللطیف ولد فیض احمد جہلم)

۴۔ میرا لڑکا کسی وجہ سے گھر سے چلا گیا ہے اور اس وقت تک کوئی پتہ نہیں لگا۔ اس کی والدہ بہت پریشان ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے ملادے اور اس کی والدہ کی پریشانی دور فرمائے۔

(چراغ حسین نزد ڈاکخانہ چنیوٹ)

۵۔ محترم طاہر صاحب مشرقی پاکستان کی اہلیہ محترمہ سخت بیمار ہیں۔ بزرگان سلسلہ اور احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ عطا فرمائے۔

۶۔ میری بھتیجی خورشید بیگم بعارضہ ضعف جگر بیمار ہے۔ جملہ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے۔

(چوہدری خورشید احمد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ گھٹیالیاں)

۷۔ خاکسار کی والدہ صاحبہ عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ (غفور احمد ولد احمد خاں لائن سپرنٹنڈنٹ تربیلہ ڈیم کالونی ضلع ہزارہ)

۸۔ میرے دو چھوٹے بھائیوں محمد اکرم ہاشمی و محمد افضل ہاشمی اور بہن نے علی الترتیب ایم۔ ایس سی۔ ایف۔ ایس۔ سی اور بی۔ اے کے امتحانات دیئے ہیں۔ تمام احمدی بھائی و بہنیں ان کی اعلیٰ کامیابی کے لئے دعا فرمادیں۔ (خاکسار محمد انور ہاشمی سینٹری انسپکٹر و نائب قائد مجلس خدام الاحمدیہ ملتان چھاؤنی)

۹۔ میرے ایک غیر احمدی دوست مکرم قریشی اصغر علی صاحب اصغر کراچی یونیورسٹی سے فرسٹ ایئر ایم بی بی ایس کا امتحان دے رہے ہیں۔ احباب جماعت اور درویشان قادیان دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ان کو اعلیٰ کامیابی عطا فرمائے۔ (نذیر احمد چیمہ فوٹو سپیڈ کمپنی حیدر آباد)

۱۰۔ خاکسار کے بھتیجے عزیز عطاء اللہ نے امسال بی ایس سی کا امتحان دیا ہے۔ تمام احباب جماعت نیز درویشان قادیان سے التماس ہے کہ دعا فرمائیں کہ خدا وند کریم عزیز کو اعلیٰ نمبروں پر شاندار کامیابی عطا فرمائے۔ آمین (خاکسار محمد الدین ایم اے لیکچرار تعلیم الاسلام کالج ربوہ)

۱۱۔ میرے والد محترم حکیم محمد صدیق صاحب آف میانی ضلع سرگودھا کافی عرصہ سے انتڑیوں کی سوزش کی وجہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ حالت دن بدن خراب ہوتی جارہی ہے۔ بزرگان سلسلہ و درویشان قادیان سے صحت کے لئے درخواست دعا ہے۔ (خاکسار ناصر احمد صدیقی محلہ دار الرحمت غربی ربوہ)

۱۲۔ میرے ایک ماموں زاد بھائی عزیزم فضل احمد نے کراچی میں میڈیکل کالج کے سال اول اور عزیزم ظفر احمد نے سیالکوٹ میں کامیابی اور خیر و برکت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (خاکسار شبیر احمد وکیل المال اول)

۱۳۔ میرے داماد عزیزم منشی ثناء اللہ صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ مہدی پور و کھتووالی کافی عرصہ سے بیمار ہیں اور بہت کمزور ہوگئے ہیں۔ احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ کامل صحت عطا فرمائے۔ (میاں چراغ دین احمدی قلعہ سوبھا سنگھ۔ ضلع سیالکوٹ)

۱۴۔ میرے والد ماسٹر غلام محمد صاحب امام الصلوٰۃ جماعت احمدیہ ننکانہ کی بائیں ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی جس پر پلستر ہو چکا ہے۔ صحت یابی کے لئے دعا فرماویں۔

(خاکسار رشید احمد قائد مجلس خدام الاحمدیہ ننکانہ صاحب)

۱۵۔ خاکسار نے امسال ایف۔ اے کا امتحان دیا ہے۔ احباب جماعت میری نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرمادیں۔ (خاکسار حبیب اللہ خاں رانا پنڈی بھاگو ضلع سیالکوٹ)

۱۶۔ میرا بچہ عزیز مبشر احمد عمر ۱۲ سال ڈیڑھ سال سے لاپتہ ہے۔ تمام احباب جماعت سے درخواست ہے کہ اس کی بخیریت واپسی کے لئے دعا فرماویں۔ میں بیوہ عورت ہوں اور بچے کی گمشدگی سے سخت پریشان ہوں۔ بچے کی واپسی کے لئے دعا فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(خاکسارہ غلام فاطمہ بیوہ سید عبد اللطیف شاہ صاحب حال مقیم محلہ دار الصدر غربی ربوہ)

۱۷۔ خاکسار دو ماہ سے بیمار چلا آرہا ہے۔ اب نسبتاً افاقہ ہے۔ میرے چھوٹے بھائی بھی بیمار ہیں۔ نیز میں ملازمت کے لئے کوشاں ہوں احباب جماعت اور بزرگان سلسلہ سے دردمندانہ درخواست دعا ہے۔

(خاکسار رشید احمد ولد غلام نبی صاحب میاں دی ناؤں ڈاکخانہ گگے کے تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ)

۱۸۔ حاجی ملک محمد شفیع صاحب ایک عرصہ سے خرابیٔ جگر سے بیمار چلے آرہے ہیں ان کی صحتیابی کیلئے احباب دعا فرمادیں۔ (محمد امین عفی اللہ عنہ امیر جماعت احمدیہ سمبڑیال تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ)

جامع مسجد ربوہ

گذشتہ مجلس مشاورت میں جو سفارشات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری کے لئے پیش کی گئیں تھیں۔ ان میں ایک سفارش جامع مسجد ربوہ سے متعلق تھی۔ سفارش کے الفاظ حسب ذیل ہیں:۔

"ربوہ میں جامع مسجد نقشہ کے مطابق تعمیر کروائی جائے اور اس کے لئے بجٹ سنہ ۶۴-۶۵ء میں ایک لاکھ روپیہ مشروط بآمد رکھا جائے۔"

احباب یہ معلوم کر کے خوش ہوں گے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے دوسری سفارشات کے ساتھ جامع مسجد ربوہ سے متعلق سفارش اور ایک لاکھ روپیہ کا بجٹ منظور فرمالیا ہے۔ (بحوالہ ریزولیشن صدر انجمن احمدیہ ۱۰۲ مورخہ ۲۹-۴-۶۴)

احباب جماعت کو معلوم ہے کہ ربوہ کی مسجد مبارک قادیان کی مسجد مبارک کی قائمقام ہے اور "جامع مسجد ربوہ" قادیان دار الامان کی مسجد اقصیٰ کی قائمقام ہوگی۔ بعض احباب نے مسجد مبارک ربوہ کو دیکھا ہے ان پر واضح ہے کہ یہ مسجد قادیان کی مسجد اقصیٰ سے بڑی ہے اب جامع مسجد ربوہ نے اسی نسبت سے بڑھنا ہے۔ نقشہ تیار ہو چکا ہے۔ اس بابرکت مسجد کے لئے مجلس مشاورت نے ایک لاکھ روپیہ کا بجٹ سال رواں کیلئے منظور فرمایا ہے۔ یہ رقم امرائے ضلع اور امراء و صدر صاحبان جماعت احمدیہ کے ذریعہ دفتر خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد "امانت جامع مسجد ربوہ" آنی چاہیئے۔

نظارت اصلاح و ارشاد کو اطلاع آنی ضروری ہے کہ اس قدر رقم فلاں جماعت کی طرف سے بھجوائی جارہی ہے۔ رقم موصول ہونے پر صدر انجمن احمدیہ کی ہدایات کے ماتحت تعمیر کا کام شروع کیا جائے گا۔ ولکل وجھۃ ھو مولیھا فاستبقوا الخیرات احباب فوری توجہ فرماویں۔

(ناظر اصلاح و ارشاد ربوہ)

"میّت کے لئے تابوت"

مرحوم موصی احباب کی نعشوں کو ربوہ لاتے وقت بعض احباب تابوت کے سائز کا چنداں خیال نہیں رکھتے۔ اور اتنا بڑا بنوا لیتے ہیں کہ ایک عام قبر میں اسے دفن کرنے کے لئے مطلق گنجائش نہیں ہوتی۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قبر کو اسکے مطابق لمبا چوڑا اور بنانے کے لئے کئی گھنٹے زائد وقت لگ جاتا ہے۔ وقتاً فوقتاً ایسے کئی واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ کہ دوست نعش کے لئے تابوت بنوانے میں یہ خیال نہیں رکھتے کہ موقعہ پر اس کے دفن کرنے میں کتنا زائد وقت خرچ ہوگا۔ اور دوستوں کو جو نعش کے دفن ہونے تک ساتھ رہیں گے دن یا رات کو اور سردی یا گرمی میں کس قدر کوفت ہوگی۔ وہ یہ بھی خیال نہیں کرتے۔ کہ وہ زائد لکڑی لگوا کر بے جا اسراف کر رہے ہیں۔ جس کا کوئی فائدہ نہ میت کو ہے۔ نہ خود ان کو۔

پس احباب کی اطلاع کے لئے ایک مرتبہ پھر اعلان کیا جاتا ہے کہ سوائے استثنائی صورت کے تابوت کا عام سائز یہ ہے۔

لمبائی سوا چھ فٹ۔ چوڑائی پونے دو فٹ۔ اونچائی اطراف سے ایک فٹ۔ اونچائی درمیان سے ڈیڑھ فٹ۔

مقامی کارکنوں کو ایسے مواقع آنے پر نگرانی رکھنی چاہیئے کہ سوائے استثنائی صورت کے کوئی تابوت لمبائی۔ چوڑائی اور اونچائی میں زیادہ حجم کا نہیں ہونا چاہیئے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ ربوہ)

معاصرین سے :-

* یہ طلسم کوئی مسیحا ہی توڑ سکتا ہے * فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں

یہ طلسم کوئی مسیحا ہی توڑ سکتا ہے

انسانیت لاچار ہے کوئی جائے اماں ! نہیں کوئی نہیں۔ سینے کے داغوں کا درماں ! شکستہ دل جوڑنے کا مرہم ! — نہیں کوئی نہیں۔ صرف یاس، ناامیدی اور بے چارگی۔ !

* — انسان اشرف المخلوقات پیدا کیا گیا تھا لیکن ایک وقت ایسا آیا جب اس کا یہ شرف خود اس کے اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے بتوں کے بھینٹ چڑھ گیا فضیلت و بزرگی کا جو تاج اس کے سر پر رکھا گیا تھا وہ آتش کدۂ نوبہار کے سامنے اس کی جبیں رسائی سے جل کر راکھ ہو گیا خلافت ربانی کی امانت الگ ایک کونے میں کھڑی اپنی شومئی قسمت پر آٹھ آٹھ آنسو رو رہی تھی۔

* — تب رحیم کے دریائے رحمت جوش میں آیا عرب کے ریگ زاروں میں ایک نئی رفیع الشان تہذیب کا خمیر گوندھا گیا چاندنی راتوں کی دلفریبی میں صحرائی کاروانیوں کے ہاتھوں میں انسانیت کی مہار تھما دی گئی محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم ایسے قافلہ سالار کی قیادت میں یہ کاروان ان راہوں پہ گامزن ہوا۔ جہاں سسکتی ہوئی انسانیت کے ہر درد کا درماں موجود تھا

* — آن کی آن میں یہ نئی تہذیب اکناف عالم میں پھیل گئی عظیم اور درخشندہ تہذیب جس کے سامنے تمام پرانے ٹمٹماتے چراغ گل ہو گئے، یونان اور روما الکبریٰ کے تمدن کے عالی شان قصر دھم سے زمین پر آگرے دنیا کی نگاہیں سقراط اور ارسطو کی بجائے فارابی و ابن رشد پر جم کر رہ گئیں جولیس سیزر اور انتھونی کی بہادری کے کارنامے خالد بن ولید اور محمد بن قاسم کی فتوحات کے آگے فسانہ معلوم ہونے لگے۔

* — فاران کی چوٹیوں سے اٹھنے والے اس ابر رحمت نے اپنے اور پرائے میں تمیز روا نہ رکھی فلسفہ یونانی کے چشمے بند ہو چکے تھے بقراط کی دانشمندی اور جالینوس کی حکمت و طبابت آخری سانسوں پر تھی۔ نئی تہذیب کی مسیحائی سے انھیں حیات نو ملی اور شہرت دوام حاصل ہوئی۔ انتی لیسپ قرون مظلمہ کے دھندلکوں میں گم تھا اسلام کے مہر منور نے تاریکی کے پردے تار تار کر دیئے ہر گام پر نور سحر پھیلا دیا۔ خداوند ضا کی بھولی بھالی بھیڑوں کو مذہبی اجارہ داروں کے جنگل سے نجات دلا کر آزادی کی نعمت بخشی۔ کلیسا کے اقتدار کو ختم کر کے آزادانہ فکر کا درس دیا یہ سب کچھ ایک متحرک فلم کی طرح پردۂ دماغ پر آتا ہے تو بے ساختہ زبان پکار اٹھتی ہے ؎

گذر چکی ہے یہ فصل بہار ہم پر بھی !

* — آج یہ رام کہانی بھولے وقتوں کا سہانا خواب معلوم ہوتی ہے جیسے کوئی سیاح آسمانی جنت کی سیر کر کے روداد سفر بیان کر رہا ہو۔ اس کی زبان میں کوثر و تسنیم کی مٹھاس بھی ہے حوروں کے شبنمی ہونٹوں کی ملاحت بھی اور اس سحر طرازی سے مسحور ہو کر ہم سب سو چکے ہیں۔ مستی۔ کیف بے خودی اور طلسم ! یہ طلسم کوئی مسیحا ہی توڑ سکتا ہے !

(ایشیا۔ ۳۰ر جون ۶۲ء)

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو آپس میں متفرق نہ ہو۔

اس کا درس ہمارے یہ دینی رہنما ہر روز دیتے ہیں اتحاد بین المسلمین کے موضوع پر یہ سے یہ گفتار کے غازی گھنٹوں دھواں دھار تقریریں کرتے ہیں۔

کل مومن اخوۃ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں اور اسی مفہوم کی بے شمار احادیث بھی ہے یہ مذہبی رہنما عوام الناس کو سناتے ہیں۔ اور اس کا مفہوم سمجھاتے ہیں۔ جھوم جھوم کر اللہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مبارکہ بتاتے ہیں لیکن اسٹیج سے اتر کر جب یہ گفتار کے غازی عملی دنیا میں قدم رکھتے ہیں تو سب کچھ بھول جاتے ہیں اور خود اپنے کہے پر عمل نہیں کرتے — آخر یہ سب کچھ کیا ہے — !

اسلام کے ساتھ اس قدر سنگین مذاق کیوں ؟ مسلمانوں کے ساتھ اس قدر بڑی زیادتی کیوں ؟

جی چاہتا ہے کہ مولانا موصوف اور انہی جیسے انداز فکر رکھنے والے مذہبی رہنماؤں سے پوچھوں

" تم مسلمان ہو یہ انداز مسلمانی ہے "

لیکن ان کی بارگاہ میں ہم جیسوں کا کہاں گزر ہے ! علامہ اقبال نے غالباً ایسے تنگ نظر اور فرقہ پرست لوگوں سے سوال کیا تھا کہ —

یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

آج کل قوم مسلم جس دور سے گزر رہی ہے اس کے نکتہ نظر کے زاویئے جس طرح خلاف اسلام سانچوں میں ڈھالے جا رہے ہیں وہ کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں ہے اسلام دشمن طاقتیں جس طرح متحد ہو کر شجر اسلام کو بیخ دین سے اکھیڑ پھینکنے کی ناپاک سازشوں میں مصروف ہیں ان سے ہم سب بخوبی واقف ہیں۔

ہماری نئی پود جس ڈگر پر چل رہی ہے اس کے افسوسناک ہونے کا رونا ہم عرصے سے رو رہے ہیں لیکن دوسری طرف ہمارے مذہبی رہنماؤں کا یہ حال ہے کہ ہر ایک اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانے میں مصروف ہے ایک مخصوص دائرے سے نکل کر عمل کرنا تو دور کی بات ہے وہ غور و فکر کی زحمت بھی گوارا کرنے کو تیار نہیں ہر ایک نے اپنے لئے علیحدہ بسم اللہ کا گنبد تعمیر کر رکھا ہے جس میں سے باہر جھانک لینے میں تو کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے لیکن باہر نکلنے کے لئے مصلحتاً اور ذاتی مفادات کے پیش نظر تیار نہیں سب کچھ دیکھ رہے ہیں لیکن اب بھی اتحاد و اتفاق کی لڑی میں منسلک ہونا محض اس لئے ضروری نہیں سمجھتے کہ اس سے ان کی قائم کردہ دکانداری پر زد پڑتی ہے ملک و قوم اور اسلام کے لئے بنیادی اور تعمیری کام کرنے کا جذبہ اور تڑپ ان میں پیدا نہیں ہوتی۔

قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمدؐ کا تمہیں پاس نہیں

(شہاب لاہور ۱۸ر جون)

ترسیل زر اور انتظامی امور سے متعلق

مینجر الفضل سے خط و کتابت کیا کریں !

ضروری اور اہم خبروں کا خلاصہ

● میانوالی ۶ جولائی۔ یہاں سے ۱۸ میل دور تلہ گنگ میانوالی روڈ پر تلہ گنگ ٹرانسپورٹ کمپنی کی ایک بس بریکوں کی خرابی کے باعث ریکوں کی خرابی کے باعث اڑھائی سو فٹ گہرے کھڈ میں جا گری جس سے چودہ مسافر جاں بحق اور ۲۸ مجروح ہو گئے بعض مجروحین کی حالت نازک بیان کی جاتی ہے۔

● انقرہ ۶ جولائی۔ صدر محمد ایوب خان ترکیہ ایران اور پاکستان کے درمیان تمام شعبوں میں زیادہ سے زیادہ قریبی تعاون کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ انقرہ ریڈیو سے ترکیہ کے عوام سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ ترکیہ ایران اور پاکستان کے لوگ یہ سمجھنے میں حق بجانب ہیں کہ اس علاقہ کے مفادات کے تحفظ کے لئے ان کے درمیان جتنے زیادہ شعبوں میں ممکن ہو زیادہ قریبی تعاون ہونا چاہیئے بصرف اسی طریقہ سے تینوں ممالک اپنی اقتصادیات کو مستحکم کر سکتے ہیں اور اپنے عوام کا معیار زندگی بلند کر سکتے ہیں صدر ایوب نے کہا یہ انداز فکر نیا نہیں ہے اس کا ماضی میں بھی ذکر ہوتا رہا ہے لیکن اب وقت آگیا ہے کہ ترکیہ ایران اور پاکستان میں مکمل تعاون کے خیال کو عملی جامہ پہنایا جائے اگر ترکیہ ایران اور پاکستان اسی طرح تعاون کریں کہ وہ ایک دوسرے کی معیشت کے استحکام کا باعث بن جائیں اور عظیم تر ہم آہنگی پیدا کر دیں تو یہ نہ صرف تینوں ملکوں کے عوام کے لئے ایک نئے باب کا آغاز ہوگا بلکہ اس طرح علاقہ کی سلامتی اور عالمی امن کے بقاء میں بھی مدد ملے گی۔

● انقرہ ۶ جولائی۔ پاکستان کے صدر محمد ایوب خان اور ترکی کے صدر گرسل نے عہد کیا ہے کہ وہ مسئلہ کشمیر اور مسئلہ قبرص پر ایک دوسرے کی مکمل حمایت اور امداد کریں گے انہوں نے توقع ظاہر کی ہے کہ یہ مسئلے بین الاقوامی معاہدوں اور اقوام متحدہ کے منشور کی روشنی میں حل کئے جائیں گے انہوں نے مسئلہ کشمیر سلامتی کونسل کی قرار دادوں کے مطابق جلد از جلد حل کرنے کی ضرورت پر زور دیا ہے دریں اثنا ایران پاکستان اور ترکی کے وزرائے خارجہ کے مذاکرات کے اختتام پر بھی ایک اعلامیہ جاری کیا گیا ہے اس میں کہا گیا ہے کہ تینوں ملکوں کے وزرائے خارجہ کی کانفرنس سال میں تین مرتبہ ہوا کرے گی۔ تینوں وزرائے خارجہ نے اعلان کیا ہے کہ مسئلہ کشمیر اور مسئلہ قبرص جلد حل کئے جائیں انہوں نے بھارتی مسلمانوں کے جبری اخراج پر بھی تشویش ظاہر کی ہے۔

● لائل پور ۶ جولائی۔ قومی اسمبلی کے قائمقام سپیکر مسٹر محمد افضل چیمہ نے کہا کہ گو میں حکومت کی تمام پالیسیوں کا حامی نہیں ہوں لیکن آئندہ صدارتی انتخاب کے لئے مجھے مشرقی پاکستان بلکہ سارے ملک میں صدر ایوب کے پایہ کا کوئی امیدوار نظر نہیں آتا۔ آپ نے کہا نظام اسلام پارٹی کے رہنماؤں سے میرے اختلافات کی دراصل یہی بڑی وجہ ہے۔

● لندن ۶ جولائی۔ پاکستان کے صدر محمد ایوب خان دولت مشترکہ کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے کل شام انقرہ سے یہاں پہنچ گئے۔ یہ کانفرنس ۸ جولائی کو شروع ہو رہی ہے اور تقریباً ایک ہفتہ جاری رہے گی قبل ازیں انقرہ کے ہوائی اڈہ پر ترکی کے صدر گرسل۔ وزیراعظم عصمت انونو اور وزیر خارجہ مسٹر ارکن نے انہیں بڑی گرم جوشی سے الوداع کہی۔ صدر ایوب کو اکیس توپوں کی سلامی دی گئی۔

● لاہور ۶ جولائی۔ مغربی پاکستان کے دار الحکومت لاہور کی آبادی بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے سرکاری ذرائع کے مطابق لاہور کی آبادی میں روزانہ ۱۳۵ نفوس کا اضافہ ہوتا ہے گزشتہ مردم شماری کے بعد پچھلے ساڑھے تین سال کے عرصہ میں لاہور کی آبادی میں ایک لاکھ ۳۸ ہزار چھ سو چھبیس نفوس کا اضافہ ہوا ہے سال رواں میں یکم جنوری سے تیس جون تک شہر میں کل ۲۵ ہزار زائد بچے پیدا ہوئے جب ۱۹۶۱ء سے ۱۹۶۲ء تک ایک لاکھ سینتالیس ہزار دو سو بائیس بچے پیدا ہوئے تھے دوسری جانب بچوں کی اموات کی شرح گر رہی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ عوام کو زیادہ طبی سہولتیں مل رہی ہیں اس سال کی پہلی ششماہی میں صرف ۳۲۱۹ اموات واقع ہوئی۔ اس طرح آبادی میں روزانہ اضافہ ۱۳۵ نفوس رہا۔

● کراچی ۶ جولائی۔ وزیر تجارت مسٹر وحید الزمان آج شام ڈھاکہ سے کراچی پہنچیں گے یہاں اپنے قیام کے دوران مسٹر وحید الزمان قومی اقتصادی کونسل کی ایگزیکٹو کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کریں گے جو ۹ جولائی کو منعقد ہو رہا ہے اسی شام آپ چین کے ۹ روز کے دورے پر روانہ ہو جائیں گے چین کے دورہ کے بعد وزیر تجارت انڈونیشیا جائیں گے۔

● انقرہ ۶ جولائی۔ سابق کرنل طلعت ایدمیر کو کل صبح انقرہ کے مرکزی جیل خانے میں پھانسی پر لٹکا دیا گیا ہے۔ کرنل ایدمیر نے گزشتہ سال ۲۱ مئی کو حکومت ترکی کے خلاف فوجی بغاوت کی تھی اور اس جرم میں انہیں فوجی عدالت نے سزائے موت سنائی تھی کرنل ایدمیر نے اس سزا کے خلاف رحم کی اپیل کی تھی مگر وہ گزشتہ روز مسترد کر دی گئی۔ کرنل ایدمیر انقرہ کے فوجی کالج کے کمانڈنٹ تھے۔

● بلغراد ۶ جولائی۔ مقدونیہ کے کچھ حصوں میں گزشتہ روز زلزلے کے جھٹکے محسوس کئے گئے۔

● الجزائر ۶ جولائی (وائس آف امریکہ۔ آل انڈیا ریڈیو۔ رائٹر) معلوم ہوا ہے کہ الجزائر کے سابق وزیر اعظم فرحت عباس گرفتار کر لئے گئے ہیں اور قومی آزادی کے محاذ کی مرکزی کمیٹی سے پانچ پرانے ارکان کو خارج کر دیا گیا ہے جن لوگوں کو اقتدار اعلیٰ کے ادارہ سے نکالا گیا ہے ان میں محمد بودہ۔ حسین آیت احمد۔ کرنل محمد شبانی محمد خضر اور حسن موسیٰ شامل ہیں ان پر الزام لگایا گیا ہے کہ انہوں نے حکومت کا تختہ الٹنے کی سازش کی تھی اور اس مقصد کے لئے فوج کی حمایت حاصل کرنے میں مصروف تھے۔

● ایمسٹرڈم ۶ جولائی۔ کل ایمسٹرڈم سے پچاس میل شمال میں ایک طیارہ گر کر تباہ ہو گیا اس میں انیس افراد سوار تھے جو سب کے سب ہلاک ہو گئے۔

● رباط ۶ جولائی (آل انڈیا ریڈیو) بھارتی نائب صدر ڈاکٹر ذاکر حسین نے کل یہاں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے اس توقع کا اظہار کیا کہ صدر پاکستان دولت مشترکہ کی کانفرنس کے بعد نئی دہلی آئیں گے۔ انہوں نے یہ بات ایک اخبار نویس کے اس سوال کے جواب میں بتائی کہ بھارت تنازعہ کشمیر حل کرنے اور پاکستان سے اپنے اختلافات طے کرنے کے سلسلہ میں کیا اقدامات کر رہا ہے۔

● انقرہ ۶ جولائی۔ گزشتہ شام یہاں سٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں صدر ایوب نے ترکی کے دانشوروں سے مختلف عالمی، مذہبی اور علمی مسائل پر تبادلہ خیال کیا۔ اس سلسلہ میں ایک مختصر اجتماع منعقد ہوا جس میں یونیورسٹی کے پروفیسر، مصنف، اخبار نویس اور قانون سازوں نے شرکت کی۔

● واشنگٹن ۶ جولائی امریکہ ریاست جارجیا میں نسلی فسادات شروع ہو گئے ہیں۔ ریاست کے جشن آزادی کے موقع پر ایک اجتماع میں سیاہ فام اور سفید فام باشندوں کے درمیان فسادات شروع ہو گئے۔

● نئی دہلی ۶ جولائی۔ بھارت اور روس میں ایک سمجھوتہ طے پا گیا ہے جس کے تحت روس بھارت کو پٹرول کی مصنوعات دے گا۔

● مغربی برلن ۶ جولائی گزشتہ چند روز کے دوران تیرہ افراد مشرقی جرمنی سے فرار ہو کر مغربی برلن میں پناہ حاصل کر چکے ہیں۔

● قاہرہ ۶ جولائی معلوم ہوا ہے کہ صدر ناصر آئندہ ماہ مختصر سے دورہ پر مراکش جائیں گے۔

دعائے مغفرت

مورخہ ۲/۷/۶۲ بوقت دو بجے بعد دوپہر بمقام ربوہ میری والدہ محترمہ زینب بی بی صاحبہ جو محترم مولانا غلام حسین صاحب ایاز مرحوم کی خوشدامن اور محترم مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل قادیان کی بڑی بھاوجہ تھیں اس دار فانی سے رحلت فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں اور بڑی خوبیوں کی مالک تھیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ محترمہ مرحومہ کے بلند درجات کے لئے دعا فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹ لے اور ہم پسماندگان کو صبر کے ساتھ یہ صدمہ برداشت کرنے اور صحیح معنوں میں جانشین بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(خاکسار محمد یحییٰ خان اوورسیئر منگلا ارگی ضلع گوجرانوالہ حال ربوہ)

ضروری اعلان

احباب کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ یکم جولائی سے ڈاک میں ڈالے جانے والے لفافہ کی قیمت ۱۳ پیسے کی بجائے ۱۵ پیسے ہو گی اس لئے احباب جو بھی لفافہ ارسال کریں اس پر ۱۵ پیسے کے ٹکٹ لگائیں۔ بصورت دیگر لفافہ بیرنگ ہو جاتا ہے اور یہاں دو پیسے کی بجائے چار پیسے ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اس لئے تیرہ پیسے کا کوئی لفافہ ڈاک میں نہ ڈالا جائے۔

(مینیجر الفضل ربوہ)

نائیجیریا میں تبلیغ اسلام

مکرم مولوی نور محمد صاحب نسیم سیفی سابق مبلغ نائیجیریا مورخہ ۹/۷/۶۲ بروز سوموار بعد نماز مغرب زیر انتظام مجلس خدام الاحمدیہ غلہ منڈی مسجد غلہ منڈی میں تقریر فرمائیں گے احباب اور خدام تشریف لا کر مستفید ہوں۔

زعیم مجلس خدام الاحمدیہ
غلہ منڈی۔ ربوہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴